نماز ایک عہد و پیمان ہے

فضلیۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ
کا نماز سے متعلق ایک نہایت ہی اہم فتویٰ

ترجمانی: عبدالغفور بن برکت اللہ   نظر ثانی: سمیع اللہ بن برکت اللہ و مشتاق احمد کریمی

سوال: میرا بڑا بھائی نماز نہیں پڑھتا.کیا ایسی حالت میں اس سے صلہ رحمی کروں یا نہ کروں؟ جو کہ میرا اخیافی بھائی ہے (باپ ایک اور ماں الگ الگ ہے).

جواب: جس نے عمداً نماز چھوڑ دی علماء کے دو قولوں میں سب سے صحیح قول کے مطابق اس نے کفر اکبر کا ارتکاب کیا۔ یہ اس وقت ہے جب وہ اس کے واجب ہونے کا اقرار کرتا ہے.لیکن اگر وہ اس کے واجب ہونے کا ہی منکر ہے تو تمام علماء کے نزدیک متفقہ طور پر وہ کافر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق: ﴿**رأس الأمر الإسلام وعموده الصلاة وذروة سنامه الجهاد فی سبیل الله**﴾ ''اصل چیز اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی اللہ کے راستے میں جہاد ہے،، اس کو امام احمد ،ترمذی ، اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.اور نبی کریم ﷺ کے اس قول کے مطابق: ﴿**بین الرجل وبین الکفر والشرك ترك الصلاة**﴾ ''آدمی اور شرک وکفر کے درمیان حد فاصل نماز کا ترک کرنا ہے،، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، اور نبی ﷺ کے اس قول کے مطابق: ﴿**العهد الذی بیننا وبینهم الصلاة فمن ترکها فقد کفر**﴾ ''ہمارے اور ان (منافقوں) کے درمیان عہد نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا،، اس کو امام احمد اور اہل سنن یعنی ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے. کیونکہ اس کے وجوب کا منکر اللہ ، اس کے رسول اور اہل علم وایمان کے اجماع کا منکر ہے. اس لئے اس کا کفر بڑا اور عظیم ہے اس شخص کے کفر کے مقابلے میں جو سستی کیوجہ سے نماز چھوڑتا ہے. دونوں صورتوں میں مسلمان حکمرانوں پر واجب ہے کہ تارک نماز سے توبہ کروائیں اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کتاب وسنت میں وارد دلائل کی بناء پر قتل کردیا جائے۔

تارک نماز سے دور رہنا، اس سے قطع تعلق کرنا اور اس کی دعوت کو قبول نہ کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے یعنی نماز پڑھنا شروع کردے.لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کو نصیحت اور حق کی طرف دعوت دیتے رہنا چاہئے اور ان سزاؤں سے ڈراتے رہنا چاہئے جو دنیا اور آخرت میں نماز نہ پڑھنے پر مرتب ہوتی ہیں، شاید وہ اس سے توبہ کرلے اور اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیں۔ (شیخ عبدالعزیز بن باز)۔

سوال: اس آدمی کو کیا کرنا چاہئے جو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتا ہے لیکن وہ اس پر کوئی توجہ ہی نہیں دیتے، کیا وہ ان کے ساتھ رہائش اور میل جول رکھے یا گھر چھوڑ کر چلا جائے؟

جواب: جب یہ گھر والے بالکل نماز نہیں پڑھتے تو بے شک یہ کافر ہیں، مرتد ہیں ، اسلام سے خارج ہیں.ان کے ساتھ رہنا بالکل جائز نہیں. لیکن ان کو بار بار دعوت دینا واجب ہے ، شاید کہ اللہ تعالی ان کو ہدایت دے دے. کیونکہ نماز کو چھوڑنے والا کتاب وسنت ،قول صحابہ اور صحیح رائے کے مطابق کافر ہے ۔ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

قرآن سے دلیل: اللہ تعالی کا مشرکوں کے متعلق یہ قول: ﴿**فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزکاة فإخوانکم فی الدین، ونفصل الآیات لقوم یعلمون**﴾ (التوبۃ:۱۱) ''پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں ،تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم تو جاننے والوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کررہے ہیں ،،۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ یہ چیزیں نہیں کریں گے تو پھر وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں. دینی اخوت گناہوں سے ختم نہیں ہوتی اگر چہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں.لیکن دینی اخوت اسلام سے خارج ہونے سے ختم ہو جاتی ہے۔

حدیث سے دلیل: نبی صلی اللہ ﷺ کا قول: ﴿**بین الرجل وبین الکفر والشرك ترك الصلاة**﴾ ''آدمی اور شرک وکفر کے درمیان

حد فاصل نماز کا ترک کرنا ہے،، ۔(صحیح مسلم)۔اورکتب سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس کے راوی بریدہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:﴿**العهد الذی بيننا و بينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر**﴾ ’’ہمارے اور ان کافروں کے درمیان عہد نماز ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا،،۔

قول صحابہ سے دلیل: امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:﴿**لا حظ فی الإسلام لمن ترك الصلاة**﴾ ’’اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز چھوڑ دی،، یہاں پر حظ نکرہ ہے اور نفی کے بعد واقع ہو رہا ہے، اس لئے یہ عام ہے جس کا معنی ہے اسلام میں اس کا حصہ تھوڑا ہے نہ زیادہ۔

عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿**كان أصحاب النبی ﷺ لايرون شيئاً من الأعمال تركه كفر غير الصلاة**﴾" کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ترک نماز کے علاوہ کسی اور عمل کو کفر شمار نہیں کرتے تھے’’۔

عقل سلیم سے دلیل: پس کہا جائے گا: کیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ ایک آدمی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے،وہ نماز کی عظمت اور اللہ سبحانہ تعالی نے جس اہتمام کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس کو جانتے ہوئے، مسلسل ترک نماز پر قائم رہے ایسا ممکن نہیں۔ میں نے ان لوگوں کی دلیلوں پر غور کیا ہے جو تارک نماز کو کافر قرار نہیں دیتے۔تو میں نے ان دلائل کو پانچ حالتوں سے خالی نہیں پایا :۔

١- یا تو ان میں سرے سے کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔

٢- یا ایسی حالت اور وصف کے ساتھ مقید ہیں کہ جس کی موجودگی میں نماز چھوڑنا منع ہوتا ہے۔

٣- یا ایسے حال کے ساتھ مقید ہیں کہ جس کی بناء پر تارک نماز کو معذور جانا جائے گا۔

٤- یا یہ دلیلیں عام ہیں،اور نماز کو چھوڑنا کفر ہے، والی دلیلیں ان کو خاص کر دیتی ہیں۔

٥- یا یہ دلیلیں ضعیف ہیں ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ تارک نماز کافر ہے تو اس پر مرتد ہونے والوں کے احکام لاگو ہوں گے۔قرآن وسنت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ تارک نماز مؤمن ہے وہ جنت میں داخل ہوگا یا آگ سے نجات پائے گا یا اس طرح کی دوسری چیزیں جس کی بناء پر ہم یہ تأویل کریں کہ تارک نماز کافر نہیں بلکہ کفر نعمت یا کفر دون کفر ہے۔

پہلا حکم: اس کا نکاح کرنا صحیح نہیں اگر اس کی شادی کردی گئی اور وہ نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی مہاجر عورتوں کے متعلق فرماتا ہے: ﴿**فإن علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن إلى الكفار لاهن حل لهم ولا هم يحلون بهن**﴾ (الممتحنۃ: ١٠) ’’اگر وہ تمہیں ایمان دار معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں،، ۔

دوسرا حکم: اگر وہ شادی کے بعد نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور آیت مذکورہ کے مطابق جیسا کہ ہم نے دلیل پیش کی ہے بیوی اس کے لئے حلال نہیں رہ جائیگی جیسا کہ اس کی تفصیل اہل علم کے نزدیک مشہور ہے خواہ بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ حاصل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

تیسرا حکم: وہ شخص جو نماز نہیں پڑھتا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ حرام ہے، اگر یہودی اور نصرانی ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ کھانا ہمارے لئے حلال ہے۔تو بے نمازی کا ذبیحہ - اللہ کی پناہ - یہودی اور نصرانی کے ذبیحہ سے بھی بدتر ہے۔

چوتھا حکم: ایسے شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ مکہ اور اس کی حدود میں داخل ہو۔ اس پر دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے: ﴿**یاأیها الذین آمنوا إنما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا**﴾ (التوبۃ: ۲۸) ''اے ایمان والو! بے شک مشرکین بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس کبھی نہ پھٹکنے پائیں''۔

پانچواں حکم: اگر اس کا کوئی قریبی فوت ہو جائے تو اس کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں، بطور مثال اگر مرنے والا بے نمازی بیٹا چھوڑ گیا ہے،آدمی نمازی تھا اور بیٹا نماز نہیں پڑھتا ہے، اور ایک چچا کا لڑکا چھوڑ گیا جو دور کا عصبہ ہے، تو اس کا وارث کون بنے گا؟

اس کے چچا کا لڑکا جو دور کا عصبہ ہے وارث بنے گا بیٹا نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق جسے اسامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے: ﴿**لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم**﴾ (متفق علیہ) ''مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا اور نہ کافر مسلمان کا وارث بنے گا''۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق: ﴿**ألحقوا الفرائض بأهلها، فما بقی فلأولیٰ رجل ذکر**﴾ (متفق علیہ) ''ذوی الفروض (وراثت میں حصہ پانے والوں) کو ان کا مقرر حصہ دے دو اور جو مال اس کے بعد بچ جائے وہ قریب کے مرد رشتہ دار (عصبہ) کا ہے''۔اور یہ مثال تمام ورثہ پر لاگو ہوگی۔

چھٹا حکم: جس وقت وہ فوت ہو جائے تو اس کو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ ہی کفن اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، تو پھر اس کے ساتھ ہم کیا کریں؟ اس کو ہم صحراء میں لے جائیں گے اور گڑھا کھود کر اس کو اس کے کپڑوں میں دفن کر دیں گے. کیونکہ اب اس کی کوئی حرمت نہیں۔ اس اصول کی بناء پر کسی کے لئے جائز نہیں جب اس کے پاس کوئی میت ہو اور وہ جانتا ہے کہ یہ نماز نہیں پڑھتا تھا پھر وہ مسلمانوں کو اس پر نماز پڑھنے کے لئے کہے۔

ساتواں حکم: وہ قیامت کے دن فرعون، ہامان، قارون، اور ابی بن خلف کے ساتھ اٹھایا جائے گا جو کفر کے امام تھے - ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں - اور نہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور نہ ہی اس کے گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کریں، کیونکہ وہ کافر ہے اور وہ رحمت ومغفرت کا مستحق نہیں، اللہ تعالی کے اس قول کے مطابق: ﴿**ماکان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا أولی قربی من بعد ما تبین لهم أنهم أصحاب الجحیم**﴾ (التوبۃ: ۱۱۳) ''پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں''۔

میرے بھائیو! مسئلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ لیکن بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ اس معاملے میں بڑی تساہلی سے کام لیتے ہیں، گھر میں اس شخص کو رکھتے ہیں جو بے نمازی ہے اور یہ جائز نہیں، یہ حکم ہر مرد اور عورت کے لئے ہے جو نماز نہیں پڑھتا۔اے نماز کو چھوڑنے والے یا اس میں سستی برتنے والے اپنی باقی عمر کو عمل صالح کے ساتھ گزار لے تجھے یہ معلوم نہیں کہ تیری کتنی عمر باقی ہے کیا چند مہینے رہ گئے ہیں یا چند دن یا چند لمحات، اسکا علم اللہ تعالی کو ہے ہمیشہ اللہ تعالی کے اس قول کو یاد رکھ ﴿ **إِنَّـهُ مَن يَأْتِ رَبَّـهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَايَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيىٰ**﴾ (طہ: ۷۴)

ترجمہ: ’’بے شک جو بھی گنہگار بن کر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوگا اس کے لئے دوزخ ہے، جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی‘‘۔

اور اللہ تعالی کا یہ قول: ﴿ فَأَمَّا مَن طَغَى ☆وَ آثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ☆فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاوَى﴾ (النازعات: ٣٧–٣٩)۔

ترجمہ: ’’پس جس شخص نے سرکشی کی (ہوگی)، اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (ہوگی) اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے‘‘۔

اللہ تعالی آپ کو ہر نیکی اور کامیابی کی توفیق دے، اور آپ کے دنوں کو سعادت مند بنائے یہ قرآن وسنت کی روشنی میں علمی، عملی اور دعوتی طور پر ہے واللہ اعلم، اللہ تعالی ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام ساتھیوں پر رحمتیں بھیجے۔

(فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ)